مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۴ء

قسط (۲۴)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلّہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں .... (مرتب)

المجدّعُ فی اللہ یعنی جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کٹے: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ جنگ احد (شروع ہونے) سے پہلے مجھے حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے کہا کہ آؤ مل کر خدا سے اپنی آرزوؤں کی دعا کریں۔ میں نے کہا کہ اچھا ہم ایک کنارے ہوگئے۔ پہلے میں نے دعا کی الٰہی جب کل دشمن سے مقابلہ ہوتو میرا مقابلہ ایسے شخص سے ہو جو حملہ میں بھی سخت ہو اور مدافعت میں بھی پورا ہو۔ میں اور وہ لڑیں۔ میرا لڑنا تیرے لئے ہو پھر مجھے فتح ملے' میں اسے قتل کروں اور اس کا سامان لے لوں۔ میری اس دعا پر عبداللہؓ نے کہا کہ آمین۔ پھر عبداللہؓ نے اپنے لئے دعا کی۔

اللھم ارزقنی غداً رجلاً شدیداً باسہ شدیداً حرزہ اقاتلہ فیك ویقاتلنی فیقتلنی ثم یا خذنی فیجدع انفی

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

وانتی فاذا لقیتك قلت یا عبدالله فیما جُدِعَ انفك واذنك فاقول فیك وفی رسولك فتقول صدقت۔(انتھی[۱])

ترجمہ: ''اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو جو بڑا ہی سخت اور زور آور و غضب ناک ہو' محض تیرے لئے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے بلآ خر وہ مجھ کو قتل کرے اور میری ناک اور کان کاٹے اور اے پروردگار جب تجھ سے ملوں اور تو دریافت فرمائے کہ اے عبداللہ یہ تیرے ناک اور کان کہاں کٹے؟ تو میں عرض کروں اے اللہ! تیرے اور تیرے پیغمبر کی راہ میں اور آپ اس وقت یہ فرمائیں کہ سچ کہا۔''

سعد ابن ابی وقاصؓ کا قول ہے کہ عبداللہؓ کی دعا قبول ہوئی۔ انکی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ اور بزرگوار اسی کیفیت سے شہید ہوئے۔ پھر سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ کے ساتھ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔ (رحمۃ للعالمین ص ۲۱۲' ج ۲)

مشاہیر تابعینؒ کے سنین پیدائش و وفات: حضرت سعید بن المسیبؒ (۱۴ھ-۹۲ھ)۔ حضرت حسن بصریؒ (۲۱ھ-۱۱۰ھ) ☆ حضرت ابن سیرینؒ (۲۳ھ-۱۱۰ھ) حضرت عروہ بن زبیرؒ (۲۲ھ-۹۴ھ)
☆ حضرت زین العابدینؒ (۳۸ھ-۹۴ھ) ☆ حضرت مجاہدؒ (۲۱ھ-۱۰۴ھ) ☆ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ (۳۷ھ-۱۰۶ھ)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ متوفی ۱۷۹۲ء-۱۲۰۶ھ:

ولادت تقریباً ۱۱۱۴ھ بمقام عینیہ جہاں ان کا خاندان رہتا تھا' ہوئی۔ آپ کے والد عبدالوہاب قاضی تھے' ۱۱۳۶ء میں حاکم شہر سے کچھ مخاصمت ہونے سے حُریملا چلے گئے' جہاں ۱۱۵۳ء میں وفات پائی ابتدائی علم و فقہ آپ نے والد سے حاصل کیا اور حدیث و کتاب کلام وغیرہ کا خود بھی مطالعہ کیا' آپ علم کے شوق میں حج کرتے ہوئے مدینہ بھی پہونچے جہاں آپ نے بڑے بڑے بلند پایہ محدثین سے فیض حاصل کیا، پھر اپنے وطن مالوف واپس ہوئے اور اصلاح کا کام شروع کردیا' مدینہ میں آپ نے شیخ عبداللہ بن ابراہیم بن سیفؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے آپ کو شیخ علامہ محمد حیات سندیؒ جو کہ محدثین کے سرخیل واہل سنت کے امام تھے' سے بھی شیخ عبداللہ کی راہنمائی پر فیض حاصل کرنے کا موقع ملا مدینہ سے فراغت کے بعد آپ بصرہ آئے اور شیخ محمد مجموعی سے علم توحید حاصل کی' اور علی الاعلان بدعات و منکرات کی مخالفت شروع کی۔ بصرہ کے لوگوں نے آخر کار ان سے تنگ آکر عین دوپہر کے وقت نکال دیا' شدت گرمی وغیرہ سے آپ کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا لیکن خدا نے نجات دی' شام جانے کا ارادہ کیا مگر قلت زاد کی وجہ سے والد کے ہاں حریملا گئے' والد سے درس کا سلسلہ شروع کیا' بدعات کی مخالفت بدرجہ اتم ہوئی۔ آخر باپ بھی عامی ہونے کی وجہ سے مخالف ہوگئے' باپ کی وفات کے بعد آپ نے پورے زور سے اپنی اسکیم شروع کی اور چند آدمی ساتھ ہوگئے یہاں سے ان کے مشن کا آغاز ہوتا ہے' اصلاح کی ابتداء اپنے شہر کے فسقاء و فجار سے کی جنہوں نے ان کے قتل کی ٹھانی لیکن آپ بچ گئے' آخر کار شیخ نے یہاں سے عینیہ ہجرت کی جہاں

کے امیر عثمان بن احمد بن عمر بہت اچھے اعزاز سے پیش آئے اور اپنی صاحبزادی جوہرہ سے شادی بھی کروادی' شیخ نے عثمان کی طرف اس اسلامی تحریک کی دعوت دی' انہوں نے منظور کرلی اور ساتھ ہوئے' رفتہ رفتہ کافی جماعت پیدا ہوئی جبیلہ مقام پر ایک قبہ بنام زیدؓ بن الخطاب تھا جو کہ حضرت عمرؓ کے بھائی تھے اور غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے تھے جو کہ رفتہ رفتہ ایک بت خانہ کی صورت میں بدل چکا تھا۔آپ نے عثمان کو اس کے ڈھانے کا کہا اور فوج مانگی کہ شاید اہل جبیلہ مزاحم ہوں آپ خود گئے قریب تھا کہ لڑائی ہوتی مگر وہ سمجھ گئے اور لڑائی چھوڑ دی آپ نے خود کھدال لے کر اسے ڈھا دیا بہت سے بدعتی قبر پرست اس رات شیخ پر کسی آفت آنے کے منتظر رہے لیکن آپ نہایت سالم رہے ایک عورت نے زنا کا اقرار کیا' آپ نے اسے رجم کردیا۔ان باتوں سے آپ کی شہرت بڑھتی گئی اور ان کا رعب چھا گیا' یہ خبریں جب والی احساء سلیمان بن محمد کو پہنچیں تو اس نے عثمان کو تہدید آمیز خط لکھا اور شیخ ؒ کو قتل کرنے کا کہا اور کہا کہ بصورت دیگر ہم سالانہ امداد بند کردیں گے اور لڑائی کریں گے' عثمان کے حواس اُڑ گئے اور شیخ کو چلے جانے کا کہا' آپ نے درعیہ مقام کو جانا چاہا' عثمان نے ان کی قتل کی سازش کی مگر قاتل کے ہاتھ شل ہوئے اور آپ بچ گئے آپ وہاں سے آگے نکل کر محمد بن سویلم عرینی کے ہاں ٹھہرے وہ واقعات سن کر خوفزدہ ہوا اور کہا کہ ابن سعود کہیں مجھ پر ایسا آفت نہ لائے' لیکن آپ نے نصیحت کی اور اس نے صبر کیا رفتہ رفتہ ابن سعود نے آپ کی حمایت پر کمر ہمت باندھی (قصہ طویل ہے) اور بیعت ہوئے تب آپ نے درعیہ میں آکر قیام کیا رفتہ رفتہ لوگوں نے درعیہ ہجرت شروع کی اس طرح بہت بڑی جماعت آل معمر وغیرہ کی جمع ہوئی۔عثمان بھی ڈر سے آئے اور معافی مانگی اور جانے کا کہا لیکن آپ نے جانے سے انکار کردیا۔آخر آپ نے اپنی ساری عمر دعوت تبلیغ وجہاد توحید وسنت میں صرف کی اور بدعات منکرات خرافات کا قلع قمع کرڈالا اور بانوے برس کی عمر میں آخر ذوالقعدہ ۱۲۰۶ھ میں وفات پائی۔آپ بنی تمیم کے خاندان سے تھے' بااخلاق مہمان نواز' مستقل مزاج تھے' زاہد عابد متورع طالب اور سائل پر مہربان اور اس طرح بارعب شخص تھے۔آپ کے حالات میں علامہ حسین بن غنام احسائی نے ایک مبسوط تالیف روض الفهام فی شرح احوال الامام لکھی ہے، دو جلد میں پہلی جلد میں ان کے قلمی وعلمی کارنامے اور دوسرے میں سیفی اس کا ایک حصہ بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ شیخ اکثر یہ ابیات پڑھا کرتے تھے۔

بای لسان اشکرواللہ انہ — لذونعمۃ قد اعجزت کل شاکر
حبانی باالاسلام فضلاً ونعمۃً — علی وباالقران نور البصائر
وباالنعمۃ العظمیٰ اعتقاد ابن حنبل — علیھا اعتقادی یوم کشف السرائر

آپ نے بے حساب رسائل فتاوٰوں اور جوابات کے علاوہ حسب ذیل تالیفات کیں۔

کتاب التوحید' کشف الشبہات' قرآن کے بعض حصوں کے فوائد۔کتاب الکبائر' مسائل الجاھلیۃ' فوائد السیرۃ النبویۃ' اختصار وشرح الکبیر والانصاف' شرح اقناع من آداب المشی الی الصلوۃ کو منتخب کیا

شیخ کے تینوں بیٹے' حسین' عبداللہ' ابراہیم بڑے عالم اور آپ کے شاگرد تھے' آپ کے بعد آپ کی جگہ مسند قضاء پر بیٹھے آپ کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسین نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی' ان کے متعدد رسائل و شرح کتاب التوحید شائع ہوئے ہیں۔ آج کل آپ کے خاندان سے شیخ عبداللہ بن حسن شیخ القضاۃ قادر شیخ محمد بن عبداللطیف وغیرہ اہل علم کی ایک جماعت موجود ہے اہل نجد اور خود سلطان ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔

(یہ مضمون کتاب التوحید کے مقدمہ اردو جسے محمد بن یوسف بن محمد پوری نے لکھا ہے' سے اخذ کیا گیا ہے جو نور محمد کتب خانہ سے شائع ہوا۔) (سمیع الحق)

شیخ ابن عربی کی امام رازی کو نصیحت آمیز خط:

شیخ ابن عربیؒ نے امام رازیؒ کو ایک خط میں نصیحت فرمائی ہے کہ نظر و استدلال کی قید میں سے رہا ہو اور ریاضات مکاشفات اور خلوات کے ذریعہ معرفت الٰہی حاصل کر کے سکون و طمانیت و راحت حاصل کرلو۔ فرماتے ہیں'

فاذن ینبغی للعاقل ان یتعرض لنفحات الجود ولایبقی ماسوراً فی قید نظرہ اوکسبہ فانہ علی شبھة فی ذلك ولقد اخبرنی من لقیت من اخوانك من له فیك نیله انه رأت وقد بکیت یوماً فسألك هو ومن حضرہ عن بکائك فقلت مسئلة اعتقدیھا منذ ثلثین سنة فتبین لی الساعة بدلیل لاح لی ان الامر علی خلاف ماکان عندی فبکیت لعل الذی لاح لی ایضا یکون مثل الاول فھذا قولك ومن المحال علی الواقف بمرتبه العقل والفکر ان یستریح او ان لیسکن ولا سیّمافی معرفة اللہ تعالیٰ فی بالك یا اخی یتتفی فی ھذہ الورطة ولا تدخل طریق الریا ضات والمکاشات والمجاھدات والخلوات التی شرعھا رسول اللہ ﷺ فتنال ما نال من قال فیه اللہ سبحانه عبداً من عبادنا اتیناہ رحمةً من عندنا وعلمناہ من لدنا علما (کشکول بہاؤ الدین عاملی مطبوعہ مصر' ص ۲۴۱)

اب عقل مند کے لئے مناسب ہے کہ وہ خدا کی جود و کرم کی خوشبوؤں سے فائدہ اٹھائے اور نظر و استدلال کی قید میں نہ پھنسا رہے کیونکہ وہ اس طرح ہمیشہ حالات میں رہتا ہے چنانچہ مجھ سے تمہارے ایک دوست نے جو مجھ سے ملا ہے اور تمہارے ساتھ حسن عقیدت رکھتا تھا' یہ بیان کیا ایک دن آپ بہت روئے تو اس نے اور حاضرین نے وجہ دریافت کی تو تم نے جواب دیا کہ ایک مسئلہ جس پر تیس برس سے میں اعتقاد جمائے ہوئے تھا اس وقت تک ایک دلیل سے مجھ کو غلط ثابت ہوا اس کے بعد مجھ کو کیا اطمینان ہے کہ جو تحقیق سے مجھ پر اب ظاہر ہوئی ہے وہ بھی پہلے کی طرح غلط نہ ہو۔ خود تمہارا قول ہے اور واقعی وہ شخص جو عقل اور استدلال کے مرتبہ سے آگے نہیں بڑھا' ناممکن کہ سکون اطمینان و راحت حاصل کرے بالخصوص خدا تعالیٰ کی معرفت میں تو اے برادر پھر بھی تم کیوں اس

گرداب (نظر و فکر) میں پڑے ہو اور کیوں ریاضات مجاہدات مکاشفات اور خلوات میں وہ طریقہ اختیار نہیں کرتے جس کو رسول اللہ ﷺ نے شروع کیا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تم بھی وہ چیز جان لو جو اُس بندے نے کی جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو خاص اپنے پاس سے رحمت اور علم عطا کیا۔ (شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتاب العقل والنقل ص ۲۰)

o

انسان کے ظلوم وجہول ہونے کا مطلب:

انا عرضنا الامانة علی السموات والارض (الایة)

آسمان بار امانت نتو انست کشید قرعه فال بنام من دیوانه زد ند

ظلوماً جھولا ظالم ونادان ''دیوانہ عشق'' کی دوسری تعبیر پہلا انسان کی عملی قوت کی بے اعتدالی اور دوسرا اس کی ذہنی و عقلی قوت کی بے اعتدالی کا نام ہے۔ظلوم کا مقابل عادل جھول کا عالم ہے (خطبات مدراس ص ۸)
انسانی ذمہ داریوں کا اصلی سبب اسی کے احساس ادراک تعقل ارادہ کی قوتیں ہیں' اسلام (فقہ) میں ان کے نام تکلیف ہے جسے دوسری جگہ امانت سے ادا کیا گیا ہے۔ان الانسان لفی خسر اس نقصان کی وجہ وہی ظلم عملی اور جہل علمی ہے اس کا علاج ایمان (علم صحیح) اور عدل یعنی عمل صالح ہے۔

o

شجرہ شاہ وجیہ الدین فاروقی معاصر سلطان اورنگزیب

- شاہ عبدالرحیم ۱۱۳۱ھ
  - شاہ اہل اللہ (۱۱۸۷ھ)
  - حکیم الامت شاہ ولی اللہ (۱۱۱۴ھ م ۱۱۷۶ھ)
    - شاہ عبدالقادر (۱۲۳۰ھ)
    - شاہ عبدالعزیز (۱۲۳۹ھ)
      - دختر (زوجہ شاہ محمد افضل)
        - شاہ محمد یعقوب (۱۲۸۲ھ)
        - شاہ محمد اسحاق محدث (۱۲۶۲ھ)
      - دختر زوجہ شاہ عبدالحئی (رفیق شاہ اسماعیلؒ)
        - شاہ عبدالقیوم (۱۲۹۹ھ)
    - شاہ رفیع الدین (۱۲۳۳ھ)
      - شاہ مخصوص اللہ (۱۲۷۳ھ)
    - شاہ عبدالغنی (۱۲۲۷)
      - **شاہ اسماعیل شہید** (۱۲۴۶ھ)
        - شاہ محمد عمر (۱۲۶۸ھ)

ایں سلسلہ طلائے ناب است ایں خانہ ہمہ آفتاب است

شاہ وجیہ الدین جنگ برادران میں اورنگزیبؒ کی طرف سے لڑے تھے' بادشاہ دکن میں تھے' شاہ صاحب (عبدالرحیم) بھی جہاد کیلئے دکن جارہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے شہید کرڈالا' شاہ عبدالرحیم کے مجاہدانہ خیالات کا اندازہ ان کے خطوط کے ایک نسخہ سے جو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں میری نظر (سید سلیمان ندوی) سے گذرا ہے بخوبی ہوسکتا ہے (سیرت سید احمد شہید مقدمہ از سلیمان ندوی ص ۱۱۱)

جدامجد سید احمد شہید شجرہ شاہ علم اللہؒ معاصر عالمگیرؒ

- سید آیت اللہ
  - سید محمد ضیاء
    - شاہ ابو سعید (خلیفہ شاہ ولی اللہ) وجد مادری سید احمد شہید صاحب
  - میر عظیم الدین (شہید)
  - میر محمد احسن
    - سید محمد جامع (شہید)
  - سید محمد صابر
    - سید محمد واضح (استفاد من ولی اللہ)
      - سید قطب الہدیٰؒ (استفاد من عبدالعزیز و عبدالقادر ولی اللہ)
- سید محمد ہدیٰ
  - سید محمد نورؒ (۱)
    - سید نعمان (استفاد من ولی اللہ)
    - سید محمد عرفان
      - مولانا سید محمد اسحاق (استفاد من عبدالعزیز و عبدالقادر)
      - سید ابراہیم
      - حضرت سیدنا امام الائمہ شاہ سید احمد شہیدؒ (۳)
  - سید محمد حیا (۲)
- سید ابو حنیفہؒ
  - لاولد
- سید محمد جیؒ
  - سید محمد حکیم
  - سید محمد لعل

(۱) امر الوالد صار ملازما لاعظم شاہ بن عالمگیر و شرط
(۲) ان لاعظم و أ و دب کاداب الشاھی بل أسلم مسنونا)

(۳) ولد فی دائرہ علم اللہ الشھیر الیوم ب "تکیہ" فی صفر ۱۲۰۱ فی بیت الوالد و نسبہ فی السیرۃ مذکور الی علیؓ جلس فی المکتب بعمر اربع سنین کان شائقاً فی اللعب العسکریۃ اذاحتلم فکان مُجِدّا فی خدمۃ الخلق ماھراً فی السبح و الثبات فی الماء

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ ہمہ آفتاب است

سید احمد شہیدؒ کے کچھ احوال:

رائے بریلی سے واپس ہو کر دہلی برائے ملاقات شاہ عبدالعزیز گئے۔ فرمایا: کہاں سے آئے؟ کہا کہ رائے بریلی سے۔ کس خاندان سے ہیں؟ تو کہا کہ وہاں کے سادات سے ہوں' تعارف کے بعد دوبارہ مصافحہ و معانقہ کیا۔ فرمایا کہ کس غرض سے اتنی طویل سفر کی تکلیف برداشت کی؟ سید صاحب نے کہا کہ آپ کی ذات مبارک کو غنیمت سمجھ کر طلب الٰہی کے لئے یہاں پہنچا' شاہ صاحب نے فرمایا اللہ کا فضل اگر شامل حال ہے تو اپنے ددھیال ننھیال کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت آپ نے ایک ملازم کو اشارہ کر کے کہا کہ سید صاحب کو بھائی مولوی عبدالقادر کے ہاں اکبر الہ آبادی مسجد پہنچا دو اور آپ کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ معزز مہمان کی قدر کریں۔

حوّل[1] اللہ قلوب الناس عموماً و افئدۃ العلماء و الصلحاء خصوصاً تھوی الیہ اتی الیہ الدعوات من

---

(۱) یہاں مولانا کے طالبعلمانہ ذوق نے ان کا قلم طالبعلمانہ عربی کی طرف موڑ دیا' اس عربی کا خلاصہ اور ترجمہ یہ ہے:
آپکو چند دنوں میں اس قدر باطنی ترقی ہوئی اور وہ بلند مقامات حاصل ہوئے جو سالہاسال کی ریاضت و مجاہدوں سے کم حاصل ہوتے ہیں۔ اور آپ پر بیداری و خواب میں اس قدر انعامات الہیہ کی بارش ہوتی جس کی نظیر کم ملتی ہے۔ شاہ اسماعیل شہید لکھتے ہیں کہ ایک بار خواب میں رسول اللہ ﷺ نے سید صاحب کے منہ میں تین چھوہارے دیئے اور بہت شفقت و محبت سے کھلائے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ان کی شیرینی آپ کے ظاہر و باطن سے ظاہر تھی۔ چھ برس تک سید صاحب نے نواب امیر خان کی رفاقت اختیار کی' اور ان کے لشکر میں شامل رہے جو کہ انگریزوں سے اس عرصہ میں برسرپیکار تھا۔ نواب صاحب نے جب ۱۲۳۲ھ انگریزوں سے مصالحت اختیار کی تو سید صاحب ان سے جدا ہو گئے اور پھر دہلی پہنچے' جہاں اکبرآبادی مسجد میں قیام فرمایا' یہاں لوگ کثیر تعداد میں آپ سے رجوع کرنے لگے۔ مولانا عبدالحیٔ اور شاہ اسماعیل شہید یہیں آپ سے بیعت ہوئے۔ مرشد وقت شاہ عبدالعزیزؒ کی زندگی میں ان اکابر کی کسی دوسرے کی بیعت میں داخل ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چرچا ہوا جوق در جوق علماء و فضلاء و صالحین بیعت ہونے لگے۔ دن بدن آپ کی مقبولیت و شہرت بڑھتی گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ نے دفعتاً اپنے بندوں کے قلوب عموماً ان علماء و صلحا کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے ہیں جو لوگ آپ تک آنے کی رسائی نہ پا سکے اپنے وطن آنے کی دعوتیں دیں' کثرت سے دعوت نامے حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں بھیج دیئے اور عرض کیا کہ جیسا ارشاد ہو کیا جائے۔ شاہ صاحب نے اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔ سید صاحب اس سفر میں میرٹھ' مرادنگر' سردھنہ' ہرھیانہ' پھلت' مظفرنگر' دیوبند' سہارنپور' انبیٹھ' نانوتہ اور کاندھلہ جیسے بڑے شہروں اور قصبوں میں جا کر دعوت حق کی ترجمانی کی۔ آپ کا یہ سفر باران رحمت کی طرح تھا کہ جہاں گزرتا ہے سرسبزی و شادابی' بہار و برکت چھوڑ جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کا متفقہ بیان ہے کہ جہاں آپ تھوڑی دیر ٹھہریں گے وہاں مساجد میں رونق اللہ' رسول کا چرچا' ایمانوں میں تازگی' اتباع سنت' شوق اسلام کا جوش پیدا ہو گیا۔ اور کہیں کہیں ترک و بدعت اور رفض کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ علی میاں کے والد مولانا عبدالحیٔ نے ارمغان احباب میں مولانا ذوالفقار علی جو کہ شیخ الہند کے والد تھے' کہ یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ یہ امر مشاہد ہے کہ سید صاحب اگر کسی ضرورت سے بھی کسی گاؤں میں گئے تو آج وہاں بھی خیر و برکت پائی جاتی ہے' گویا ایک نور مستطیل ہے کہ جدھر جدھر وہ گئے ادھر ادھر وہ پھیل گئے۔ اس تمام سفر میں مولانا عبدالحیٔ اور اسماعیل ان کے ہمرکاب تھے' جن کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے' ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی' متورع' عابد' متبع سنت اور ربانی بن گئے ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہوئے' بیسیوں آدمی سید صاحب کے قتل کے ارادے سے آئے اور جانثار بن کر گئے اور گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔ (از مختصر سیرت سید احمد شہیدؒ۔ عرفان الحق)

الهند يدعوهم اليهم فسفره باجازه شاه عبدالعزيز الى پهلت وسهارنپور ومظفرنگر وديوبند 'بهارى نانوته' كاندهله ' گڑه مكسيره رامپور بريلى ' شاهجهانپور وغيرهم من الامصار والقرى والبلاد وفى الهند الامكنه بايعو على يده مئات من القبائل وتابو من الشرك والبدع الوف من الناس۔ كذافى سيرة سيد احمدشهيد لابى الحسن الندوى ص ۸۲۔۸۳) فى الاسفار كلها كان معه شاه اسمعيل ومولانا عبدالحئى بڈهانوى اصلح والقلب بمواعظهم مكان تلك السفر كاالسحاب الممطر باى ارض تجرى فيترك الحضارة والخضب وأيمن والبركة كان تلك السفر نوراً مستطيلاً اين ذهب نور واضاً بكل مكانٍ ملين من الرجال صار ومتقين ومتورعين عابدين متبعين السنة وعلماء ربانين والاف من الفساق اصبحوا صالحين واولياء الله ......

حضرت سید احمد صاحبؒ کے ہاتھ پر ۴۰ ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور ۳۰ لاکھ مسلمانوں نے آپ کی ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ آپ کے خلفاء اور خلفاء الخلفاء کے ذریعہ زمین پر جاری ہے کروڑوں سے زیادہ ہے۔ (سوانح احمدی)

صرف آپ کے خلیفہ کرامت علی جونپوری کے ہاتھ بنگال میں لاکھوں مشرف باسلام ہوئے۔

مولوی یحیٰ علی صاحب عظیم آبادی پھانسی گھر میں اکثر نہایت درد سے دردؔ کی یہ رباعی سید صاحب کے اشتیاق میں پڑھا کرتے تھے۔ اتنا پیغام دردؔ کا کہنا جب صبا کوئے یار سے گذرے

کون سی رات آپ آئیں گے دن بہت انتظار میں گذرے

مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ سید صاحب اپنے پیر شاہ عبدالعزیزؒ سے بڑھ کر ہیں (ارمغان احباب سیرت ص ۴۹)

(آداب العلم والدرس والوعظ ومزايا العلماء وواجباتهم)

اذا شرع العالم فى اخذ الدرس وقرأ القارى فيحتاج اذ ذاك ان تكون عليه السكنية والوقار فيخشع قلبه وتخشع جوارحه و لهذا المقام الذى أقيم فيه ......الخ روى عن المحمد بن الحسن حين دخل على مالك فى اصحابه من اهل العراق يريدون سماع الحديث قال فدخلت فوجدت اصحابه وقعوداً بين يديه كانهم على رؤسهم الطير فقلت سلام عليكم فلم يردعلىّ احد منهم الامالكاً فانه رد۔فقلت ما بالكم أنتم فى الصلوة فرمقونى باطراف اعينهم ولم يتكلوا ......الخ قصة يطول ذكرها ينبغى للمدرس والواعظ يجمع همته وخاطره عند قراء ة القارى ثم يستعيذ باالله ثم يسمى الله لكى يعتزله الشيطان ثم يصلّى على النبى عليه السلام لتحصيل البركة فى مجله لان البركة معه عليه السلام حيث كان وحيث

ذکر ثم یترضی عن اصحابه لتکمیل البرکة ثم یجعل الحول والقوة الله ویتعری من حوله وقوته بقوله لاحول ......الخ یقولها ثلاث مراث وان کان سبعا فاحسن کذالك المحققون یفعلون ذلك ثم یسند امره الی الله ویوکل علیه فی شدیدیه وتوفیقه ویفتقر فی ذلك ویضطر الیه(امن یجیب المضطر الایة ویتعریٰ اذ ذاك عن فهمه و ذهنه ومطالعته وانه الآن کان لایعرف شیئاً فان فتح الله علیه شئی اذ ذاك کان من الله فتحامنه وکرماً لا لاجل المطالعة والدرس والفهم وعدم الطعن علی اقوال الغیر

(ملخصا مدخل لابن الحاجؒ)

موطا اورامام مالک کی دوراندیشی:

انظر الی جواب مالك للخلیفة لما ان اراد ان یکتب الی الأقالیم بکتاب المؤطا وبالامران لایقرأ احد الا ایاه فقال له مالك لاتفعل یا امیر المومنین فان أصحاب النبی ﷺ قدتفرقوا فی الأقالیم وقد اخذ الناس عنهم الخ ۔(ج۱ص۱۱۱)

فکرونظر کوجلاء بخشنے والی کتب:

فهرس بعض الکتب الجلیلة القیمة مالا بدمنها ان یطالع من یشتغل فی جودة نظره وفکره

بدائع الفوائد لابن القیمؒ /جماع العلم للغزالیؒ / مقاصد الفلاسفة الغزالیؒ/ الملل والنحل للشهرستانی/ الشعروالشعراء/ معیار العلوم للغزالیؒ/ تهافت الفلاسفه/ المعارف لابن قتیبة / الحکمة فی مخلوقات الله للغزالیؒ/ مقدمة ابن خلدونؒ/ اختصار علوم الحدیث لابن کثیرؒ / تذکره الحفاظ للذهبیؒ/ الجواهر المضیه فی طبقات الحنفیه عبدالقادرقرشی/ کشف الظنون/ الدّررالکامنه فی اعیان المائمة الثامنه/ البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع/ شذرات الذهب فی اخبار من ذهب / البدایة والنهایة لابن کثیر

بعض اکابر کے سنین ولادت ووفات:

تاریخ پیدائش حضرت مولاناوسیدنا فی الدارین حسین احمد مدنی (چراغ محمد) درفیض آباد (ٹانڈہ)

علامہ دوران ابوالکلام محی الدین احمد ۱۸۸۸ء بمقام مکہ معظمہ والد نے تاریخی نام سے جوان بخت رکھا ہے ۱۳۰۵

جوان بخت وجواں طالع وجواں باد

ولادت شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۱۱۴ھ وفات ۱۱۷۶

ولادت متنبی شاعر ابوالطیب ۳۳۳ھ بمقام کوفه فی محلة کنده وفات ۲۳ رمضان ۳۵٤ بالقرب

من النعمانیه مع ابنه المحسد وعلامه المفلح

۱۲۳۹ء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی دنیا سے چل بسے بقول مومن خان مومن

''دست بیداد اجل سے بے سروپا ہوگئے فقر و دین' لطف و کرم فضل و ہنر' علم و عمل

اسی کے اگلے سال ۱۲۴۰ء کو دہلی کا نقشبندی مجددی مظہری درویش حضرت شاہ غلام علی بھی رخصت ہوگئے، آپ کا تاریخ وصال نوراللہ مضجعہ (۱۲۴۰ء) (آثار الصنادید ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ مجلۃ الفرقان)

ائمہ فلسفہ والٰہیات کی بعض اہم کتابیں:

لافلاطون کتاب فی غایۃ الجودۃ واللطافۃ فیما یتعلق بالشریعۃ والنبوۃ ویسمی بالنوامیس ولارسطوا ایضاً کتاب فی ذلک ولکل منهما کتاب فی السیاسات الملکیۃ وقدصنف المعلم الاولی کتاباً حسناً فی تهذیب الاخلاق وصنف ابو علی المسکویۃ کتاباً فیه سماۃ بکتاب الطهارۃ لحصه ونقله المحقق الطوسی الی اللغۃ الفارسی المسمی باخلاق ناصریۃ (صدرا ص ۱۱ الحکمۃ العلمیه والکتب لمصنفۃ علی اصنافها)

محن ذریعه منن :

کتمت ربما کتمت المنن فی المحن قول الصوفی الشهیرابن عطاء اسکندری

(قصص القرأن ازمولانا حفظ الرحمن ج ۱ ص۲۶۲)

ابطال مادہ و مادیت:

مادہ جس کی تعریف ارسطو کے نزدیک یہ تھی کہ وہ نہ ایک ہے نہ چند نہ کثیر ہے نہ ثقیل ہے نہ خفیف ہے نہ حار ہے نہ بارد یعنی اس میں کوئی ایجابی (ثبوتی) صفت نہیں پائی جاتی گویا وہ ''کچھ نہیں'' (لاشئ) کے مترادف ہے یا جیسا کہ دیمقراطیس کہتا ہے کہ وہ سالمات کہتا ہے کہ وہ سالمات اور چھوٹے ذرات کا مجموعہ ہے یا جیسا کہ اب حال میں کہا جاتا ہے کہ وہ برق پاروں میں سے مرکب ہے اور سمندروں میں تیرتا پھرتا ہے یہ ایسے خواب کی تعبیر ہے جسے ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا کیونکہ ہم بجز احساسات کے کچھ جان ہی نہیں سکتے اور جو چیز عقل سے ثابت کی جائیگی وہ لفظ کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا پس وہ لفظ جس کے بل بوتے پر سطحیوں نے یہ غل مچا رکھا تھا کہ اجرام سماوی سے لے کر سمندوروں کی تہہ تک جو کچھ ہے سب ازلی اور عدیم الفناء مادہ اور انرجی (قوت) کی نیرنگیوں کا تماشا ہے ارضی' سماوی' عضوی' غیر عضوی' ساری کائنات کا ایک ایک ذرہ اور تمام حوادث بلا استثناء مادہ ہی کے ناقابل تقسیم ذرات (جزء لایتجزی) کے باہمی تعامل سے پیدا ہوئے ہیں آپ نے دیکھا کہ جس اینٹ پر یہ ساری عمارت کھڑی

کردی گئی تھی وہ مادہ تھا جس کو تحقیق نے بجز ایک تراشیدہ وہم کے کوئی حقیقت نہیں ثابت کردیا اب مادیین کے پاس کیا رکھا تھا جس پر وہ قدم جما سکتے ہیں'

پر وہی گر پڑا کبوتر کا جس میں نامہ بندھا تھا دلبر کا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اُڑیں گے پرزے دیکھنے ہم بھی گئے تھے کہ تماشہ نہ ہوا

از الدین القیم مولفہ علامہ مناظر احسن گیلانی

ص ۵۳۔۵۴ سمیع الحق بشب جمعہ ۱۹۵۴ء۔ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ

روح القدس اور شیخ الحدیثؒ کی تشریح:

واتینا عیسیٰ باالبینات وایدناہ بروح القدس۔ فنفحنا فیھا من روحنا

بعض لوگوں نے یہاں روح القدس سے جبرائیل مراد لیا ہے کہ وہ عیسیٰ کے ممدومعاون تھے' پیدائش کے وقت بھی مریم میں روح انہوں نے ڈالا اور زندگی میں بھی مدد کرتے رہے' اور سولی پر لٹکانے سے جبرائیل نے نجات دلا کر آسمان کو بحکم الہ اٹھالیا اور شاہ ولی اللہ نے روح القدس سے وہ شعاع نورانیہ لئے ہیں جس سے روح مستفید ہوتا ہے اور تقویت حاصل کرتا ہے' جب یہ شعاع اپنا اثر روح سے ہٹالیں تو آدمی مرجاتا ہے اور عیسیٰؑ کی روح کی تائید اس شعاع نورانی سے ہوتی رہتی ہے' اسی وجہ سے تقریباً ۲ ہزار برس گزرنے سے وہ آسمان میں مع جسم صحیح وسالم زندہ ہیں' یہی وایدّناہ بروح القدس ہے۔ (والد ماجد بوقت درس قرآن)(۱)

تجردِ روح مفتی کفایت اللہ کی توجیہ:

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے کہا ہے کہ قل الروح من امر ربی یہ تعریضی جواب بھی ہوسکتا ہے کفار کو یعنی کہہ دو ان یہود کو کہ روح تجرد میں میرے رب کی طرح ہے۔ ۱۲ رواہ استاذنا مولانا عبدالغفور سواتی جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ

---

(۱) **شیخ الحدیث کا درس قرآن:**

حضرت شیخ الحدیث والد ماجد قدس سرہ دن بھر کتب حدیث پڑھانے کے ساتھ ساتھ ایک طویل عرصہ تک اپنی مسجد قدیم محلّہ میں نماز فجر کے بعد درس قرآن (ترجمہ وتشریح) دیا کرتے تھے جس میں گاؤں محلّہ کے عوام کے علاوہ بڑی تعداد میں طلبہ دارالعلوم بھی شرکت کرتے تھے بہت سے لوگوں نے اسے قلمبند کیا ہوگا مگر افسوس کہ ابھی تک کوئی تحریری آمالی ہمارے علم میں نہیں آئیں ورنہ علوم قرآنیہ کا ایک مخفی خزانہ سامنے آجاتا (سمیع الحق)

انبیاء اور رفع درجات:

ورفعنا بعضهم درجٰت الجمهور على ان المراد به نبينا محمد ﷺ والموجود من الامم اليهود والنصارىٰ والمسلمون۔ فالمناسب تخصيص رسلهم بالذكر ولعلّ ذكر آخر هم في الوسط للاشعار بكون شريعته وكذا امته وسطاً تفسير المنار ص ۵ ج ۳.

جوّزوان يكون المرادبها ادريسؑ۔ لقوله تعالىٰ فى سورة مريم ورفعناه مكاناً عليّا ' على ان المكان ليس بمعنى الدرجات ص ٦ ج ٢ المنار

علامہ ابن حجر اور علامہ عینی کی ظریفانہ نوک جھونک:

قال الحافظ ابن حجرؒ

لجامع مولانا المويّد رونق منارته بالحسن تزهوبالزين

تقول وقدمالت من القصد امهلو فليس علىٰ جسمي اضرمن العين

ففهم معاصرة العلامة بدر الدين العيني انه يكني بالعين اليه فقال مجيباً

منارة كعروس الحسن اذ جليت ـــــ وهد مها بقضاء الله والقدر

قالواصيب بعين قلت ذاغلط۔ ماأوجب الهدم الدخة الحجر

فكنىٰ بالحجر من ابن حجر انظر الى بظرافة طبائعهم والذهانة والذكاوة مايناسب بتلك الاعلام وكان فضلاً من الملك الهمام وانظر الى هذهٖ الازمان والناس فى ظلام كيف يتراىّ العيون ويتجسس ولكن خلت الامصار والبلدان وما بقيت منهم الا يُعدون بالبنان ايفاءً لكلام الملك الذى هورفيع الشان عليه الصلاة والسلام من المنان وان من اشراط الساعة رفع العلم والعلماء من الدنيا " فالى الله المشتكى " وهو ذوالمستقر والمقام هذاما حررّت من فرط الحرارة فى القلب والناس نيام۔

سميع الحق الحقانى الاحقر بالاماني غفرله الله ولمن رباه

عقبہ بن نافع اور دیگر فاتحین افریقہ:

اول حضرت عثمانؓ کے عہد میں عبداللہ ابن سعد بن ابی سرحؓ نے افریقہ میں فتوحات شروع کیں پھر عقبہ بن نافع فہری نے جو قرشی الاصل تابعی اور بقول بعض صحابی تھے۔۴۱ھ میں ورتہ اور مزانہ ۴۲ھ میں غورس اور ۴۴ھ میں کورامن کو فتح کیا ان کو ۵۲ھ میں امیر معاویہؓ نے گورنر افریقہ مقرر کیا اپنے شہر قروان کا بنیاد رکھا جس کی تعمیر سے افریقہ میں مستقل چھاؤنی قائم ہوگئی' آپ فتوحات کرتے ہوئے بحر اوقیانوس کے کنارہ مقام بالیان پر پہونچ

کر اور سمندر کو اپنی غازیانہ اوالوالعزمی کیلئے سدِ راہ دیکھ کر حسرت سے کہا' یارب لولاھذالبحر لمُغیت فی البلاد مجاھدا فی سبلیك (۱۲) تذکرہ بہادران اسلام ص ۱۲۔۱۳ مختصرا

عقبہ واپس ہوکر ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں پانی کمیاب تھا لوگ مارے پیاس کے جاں بلب ہوگئے' عقبہؓ نے دعا کی مستجاب ہوئی ان کے گھوڑے کے پاؤں مارنے سے چشمہ پھوٹ پڑا' فوج مال مویشی سیراب ہوئے۔اس مقام کواب ماء الفرس کہا جاتا ہے (تذکرہ بہادران اسلام ص ۱۴)

راستہ میں ھتوذ میں کے مقام پر عقبہؓ چند آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ کر فوج کو قیروان بھیجا' بربری سردار کسیلہ جو آپ کا معاند تھا' نے موقعہ کو دیکھ کر لاکھوں جمعیت کیساتھ ان پر حملہ کر دیا' عقبہ اور انکے ہمراہیوں نے میان توڑ دیئے اور خوب لڑائی لڑی آخر کب تک لاکھوں کا مقابلہ کر سکتے تھے تمام شہید ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون (ص ۱۵)

افریقہ کے تیسرے فاتح حسان بن نعمانی غسانی ۴۰ ہزار افواج کے ہمراہ داخل ہوئے اور شہر قرطاجنہ (جو تہذیب تمدن میں روما کے لگ بھگ تھا) فتح کیا بار بار بغاوت کی وجہ سے آپ نے قصر طاجنہ کو گرا کر قریب ہی شہر مونس کا بنیاد رکھا۔ص ۱۶۔ذکر حستان۔(محمد بن قاسم بن الحکم بن ابی عقیل ثقفی ابن عم حجاج ثقفی ص ۱۸)

فساد دین کی بنیاد علماء و حکام سوء:

وھل افسدالدین الا الملوك' واحبارُ سوء ورُھبانھا (عبداللہ ابن مبارک سید شہید احمد ص ۴۰)

■ ■ ■

اھم اعلان

شدید مہنگائی کی وجہ سے ماہنامہ الحق کے اخراجات سالانہ پانچ سو روپے سے بھی پورے نہیں ہوسکتے مگر یہ تبلیغ اور تحقیق کی ایک اہم ضرورت ہے اس لئے اس کے سالانہ خریداری میں صرف ایک سو روپیہ بڑھا دیا گیا ہے اکتوبر سے سالانہ چندہ -/350 روپیہ کر دیا گیا ہے۔قارئین نوٹ فرمالیں۔

فی شمارہ -/30 روپے